چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف سے
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی ملاقات

دینی مدارس، تحریک طالبان، پاکستان کے نظریاتی تشخص اسلام اور مغربی میڈیا
ملک کی سیاسی صورتحال اور دیگر اہم عالمی مسائل پر تبادلہ خیال

مورخہ ۱۷ جولائی کو چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو ملاقات کی خصوصی دعوت دی جو آپ نے علمائے مدارس اور جمعیت کے اکابرین سے مشورے کے بعد قبول کی۔ ملک اور سیاسی حلقوں میں حضرت مولانا کی ملاقات دیگر سیاسی لیڈروں سے زیادہ اہمیت کی حامل سمجھی جارہی تھی اسلئے کہ آپ صرف روائتی سیاستدان نہیں بلکہ علم و جہاد کی ایک عظیم دینی یونیورسٹی دارالعلوم حقانیہ کے سربراہ اور طالبان افغانستان کے استاد و مربی ہونے کے ناطے ان سے گہرے تعلقات اور اثر و رسوخ رکھنے والی شخصیت کے حامل ہیں۔ اس ملاقات میں حضرت مولانا نے خصوصی اہمیت کیساتھ دینی مدارس کے بارے میں حکومتی مداخلت، طالبان افغانستان کی صورت حال، بلدیاتی انتخابات اور دیگر اہم ملکی اور بین الاقوامی مسائل پر اپنا جرأت مندانہ موقف پیش کیا۔ بعد میں جامع مسجد باب الاسلام، اسلام آباد میں ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ملاقات کی تفصیلات صحافیوں اور علمأ کو بتائیں۔ قارئین الحق اور ارباب مدارس کی خدمت میں اسے تلخیص کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ ....ادارہ

....

جنرل صاحب! آپ مغرب اور امریکہ سے نہ ڈریں بلکہ اللہ سے ڈریں۔ مولانا سمیع الحق
دینی مدارس میں حکومت اور وزیر داخلہ کی مداخلت ناقابل برداشت ہے۔

حضرت مولانا نے چیف ایگزیکٹو پر واضح کیا کہ امریکہ اور پاکستان میں امریکی ایجنڈا کے حامی بعض وزرأ مشیر، بیوروکریٹ اور این جی اوز کے کارندے، پاک فوج کو سیکولر بنا کر کرش کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن پاک فوج کے اسلامی اور مجاہدانہ تشخص کی حفاظت کرنا آپکی ذمہ داری ہے اور اس ملک میں سیکولرازم کبھی بھی نافذ العمل نہیں کرلیا جاسکتا۔ بدقسمتی سے آپکی حکومت کے کارندوں نے آپکو غلط سمت میں لگادیا ہے۔ اور اسکی بڑی مثال دینی

مدارس کے خلاف آپکی حکومت کے منفی اقدامات ہیں۔ یہ لوگ آپکو دینی مدارس اور مذہبی حلقوں سے الجھانا چاہتے ہیں۔ میں سیاستدان ہونے کے علاوہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اور تحفظ دینی مدارس کے کنونیر کی حیثیت سے بھی آپکو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ دینی مدارس ملک و قوم کی صحیح خدمت کررہے ہیں۔ انہی کے دم سے مسلم معاشرے کا وجود باقی ہے۔ ہمارے مدارس کا نظامِ تعلیم جدید تقاضوں سے بھی مکمل ہم آہنگ ہے۔ ہم طلباء کو تعلیم کیساتھ ساتھ مکمل اخلاقی تربیت بھی دیتے ہیں۔ پھر مسلم معاشرہ کا سب سے شریف اور اعلیٰ اخلاق کا حامل کردار ایک عالمِ دین ہی کا ہوتا ہے۔ ہم اپنے مدارس میں طلباء کو ۸ سال میں وہ سب کچھ پڑھاتے ہیں جو ۱۴ مختلف عصری تعلیمی ادارے الگ الگ اپنے طلباء کو پڑھاتے ہیں۔ میں نے جنرل مشرف کو دینی مدارس کا تعلیمی نصاب انگریزی میں مرتب کرکے انہیں دیا تاکہ آپ خود بھی اس نصاب کا جائزہ لے سکیں کہ اس نصاب تعلیم میں کہاں دہشت گردی اور فرقہ واریت پائی جاتی ہے؟ میں نے جنرل صاحب کو بتایا کہ آپ ایک حکومتی بورڈ ہمارے تعلیمی نصاب کا جائزہ لینے کیلئے مقرر کریں اگر آپ کو اطمینان نہیں ہوتا۔ ان شاء اللہ ہمارا تعلیمی نصاب دنیا بھر کے مختلف تعلیمی نصابوں سے ہر لحاظ سے جامع اور معیاری ثابت ہوگا۔ دینی مدارس کے سروے فارم کے حوالہ سے میں نے ان سے کہا کہ بعض مدارس میں وردیوں میں ملبوس میجر بھیجے گئے ہیں جنہوں نے مدارس کے منتظمین سے انکے ذرائع آمدن اور چندہ کی مد میں ملنے والی رقوم کی تفصیلات جاننے کیلئے پوچھ گچھ کی ہے۔ ہم حکومت کی جانب سے دینی مدارس کے سروے فارم وغیرہ جیسے اقدامات کی سخت مذمت کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں لائحہ عمل مرتب کرنے کیلئے ہم نے تمام مکاتب فکر کے نمائندوں کا اجلاس طلب کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے جنرل مشرف پر واضح کیا کہ کوئی بھی دینی مدرسہ دہشت گردی میں ملوث نہیں ہے۔ دینی مدارس کے طلباء کو تو چاقو تک رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی اسکے برعکس یونیورسٹیاں اسلحہ سے بھری پڑی ہیں وہاں خون خرابہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ کالجوں میں باقاعدہ این سی سی (فوجی تربیت) کی تربیت دی جاتی ہے لیکن ان پر دہشت گردی کا الزام کوئی نہیں لگایا جاتا۔ نیز میں نے جنرل مشرف کو دعوت دی کہ آپ حقانیہ سمیت کسی بھی مدرسے کا اچانک دورہ کرسکتے ہیں کہ آیا وہاں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے یا قرآن وحدیث اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا درس دیا جاتا ہے۔ میں نے جنرل مشرف کو بتایا کہ اسوقت پوری دنیا کی نظریں مدارس اسلامیہ پر لگی ہوئیں ہیں۔ اور خصوصیت کیساتھ انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کو اپنا حدف تحقیق و تنقید بنایا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں روزانہ مختلف مغربی ممالک اور خصوصیت کیساتھ امریکہ کے جرنلسٹ، سکالرز اور جاسوس دارالعلوم کا دورہ کررہے ہیں۔ لیکن الحمدللہ اب تک وہ کچھ بھی ثابت نہیں کرسکے۔ دینی مدارس کا دامن ہر طرح کی منفی سرگرمیوں اور دہشت گردی سے پاک ہے۔ اگر آپکی حکومت نے بھی نواز شریف اور بے نظیر کی طرح دینی مدارس اور تحریک طالبان کے خلاف اقدامات کرنا شروع کئے تو آپ کی حکومت کا انجام بھی ان سے مختلف نہیں ہوگا۔ اسکے علاوہ میں نے جنرل صاحب پر واضح کیا

کہ ۱۹۷۳ء کا آئین قوم کا متفقہ طور پر منظور کردہ آئین ہے۔ اگر آئین میں تبدیلی یا ترامیم کی کوشش کی گئی تو نیا پنڈورا بکس کھل جائے گا اور نت نئے مسائل سامنے آئیں گے۔ نیز میں نے انہیں بتایا کہ آپکی حکومت افغانستان سے اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالہ کرنے یا دیگر معاملات پر طالبان حکومت پر دباؤ نہ ڈالے۔ اسی طرح میں نے جنرل مشرف پر واضح کیا کہ افغانستان میں خانہ جنگی نہیں بلکہ ایک شرپسند عناصر کا ایجنٹ گروہ چند پہاڑوں میں بیٹھ کر امن کو سبوتاژ کر رہا ہے۔ پھر امریکہ، روس بھارت، اسرائیل بلکہ سارا عالم کفر انہیں اسلحہ وامداد پہنچا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ طالبان کے نافذ کردہ اسلام کو اسی طرح انکی حمیت، آزادی کو بھی برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ اسلئے وہ خانہ جنگی اور دہشت گردی سمیت ہر خرابی کا ذمہ دار طالبان کو قرار دے رہا ہے۔

حضرت مولانا نے جنرل صاحب پر واضح کیا کہ طالبان شیعہ، سنی مسئلہ میں کسی ایک گروہ کی بھی سرپرستی نہیں کر رہے ہیں اگر ایسا ہوتا تو شیعہ سنی مسئلہ افغانستان میں بھی ہوتا۔ قائد جمعیت نے کہا کہ میں نے جنرل صاحب سے کہا کہ آپ ہمیں بتائیں کہ افغانستان نے فرقہ وارانہ دہشت گردی میں پاکستان کو مطلوب کن افراد کو پناہ دے رکھی ہے۔ ہم انہیں واپس لانے کیلئے طالبان سے بات چیت کریں گے۔ ضلعی انتخابات کے بارے میں حضرت مولانا نے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے جنرل صاحب سے کہا کہ ان انتخابات میں پھر سے کرپٹ سیاسی جماعتیں بالواسطہ طور پر حصہ لیں گی اور دوبارہ آنے کی کوشش کریں گی۔ فی الحال آپ اپنی تمام تر توجہ احتساب کے عمل پر مرکوز رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عورتوں کو بلدیاتی نظام میں ۵۰ فیصد نمائندگی دینے کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ ہم ۵۰ فی صد کی حکومتی تجویز کسی قیمت پر برداشت نہیں کرینگے۔ کراچی لاہور جیسے بڑے بڑے شہروں کے کچھ سیکولر لوگ شاید اپنی عورتوں کو ضلعی اسمبلیوں میں جانے کی اجازت دے دیں لیکن سرحد، بلوچستان، سندھ میں عوام اپنی عورتوں کو ضلعی اسمبلیوں میں مردوں کے برابر بیٹھنے کا تصور تک نہیں کر سکتے۔ حضرت مولانا نے یہ بھی کہا کہ پاکستان الجزائر یا ترکی نہیں امریکہ ہمارے ملک اور فوج کو سیکولر بنانا چاہتا ہے لہذا پاکستان کی فوج کے اندر جذبہ جہاد برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ امریکہ دراصل فوج اور آپکو ان سازشوں کے ذریعہ ناکام بنانا چاہتا ہے۔ اگر آپ ناکام ہو گئے تو پھر کہا جائیگا کہ فوج ناکام ہو گئی ہے۔ کالاباغ ڈیم کے بارے میں قائد جمعیت نے ان سے کہا کہ اس مسئلہ کو سیاست کے بجائے فنی بنیادوں پر دیکھا جائے۔ اور آپ قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کیلئے ان علاقوں کا دورہ کریں جو ڈیم سے متاثر ہونے والے ہیں اور انکو سمجھائیں۔ اور اصل حقیقت سے قوم کو آگاہ کریں۔ اسی طرح میں نے موجودہ حکومت کے اس اعلان کا بھی مذہبی حلقوں اور ملی یکجہتی کونسل کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے خیر مقدم کیا جس میں اسلامی دفعات کو عبوری آئین میں شامل کیا گیا ہے۔ اور میں نے ان سے کہا کہ آپ اس ملک میں صحیح اسلامی نظام نافذ کرنے کیلئے عملی اقدامات کریں۔ یہ ذمہ داری عنداللہ آپ پر فرض ہے۔

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے خیالات اور گفتگو

میرے سیکولر ہونے کے بارے میں کوئی تصور بھی نہ کرے۔
میں افغانستان کو خوشحال اور مستحکم دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھ سے تعاون کریں۔

جنرل مشرف نے کہا کہ میں دینی مدارس کا خیر خواہ ہوں۔ دینی مدارس کی ہمارے معاشرے میں جو اہمیت ہے میں اس سے بخوبی واقف ہوں۔ وہ شخص یقیناً پاگل ہوگا جو دینی مدارس کو فضول قرار دیتا ہو یا ان کی اہمیت سے انکار کرتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں دینی مدارس کی خیر خواہی کیلئے انکے نصاب کو جدید بنانا چاہتا ہوں۔ اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دینی مدارس اور علماء کو حکومت سے تعاون کرنا چاہیے انہوں نے کہا کہ میں مدارس کے نصاب اور طرز تدریس کو جدید بنانے کے لئے جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی، کمپیوٹر اور دیگر لوازمات اور فنی ماہرین کی خدمات مہیا کرنے کیلئے تیار ہوں۔ تاکہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے افراد "روایتی مولوی" بننے کے بجائے جدید ترین علوم سے لیس ہو کر عملی زندگی میں قدم رکھیں اور قوم کی بہتر خدمت کرسکیں۔ ہم یہ اقدامات علماء اور دینی مدارس کی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں۔ (اس موقع پر مولانا سمیع الحق صاحب نے بتایا کہ پھر آپ کے وزیر داخلہ معین حیدر کیوں الٹے سیدھے بیانات ہر روز جاری کرتے ہیں۔ اور آج ۷ اجولائی کے روزنامہ اوصاف میں یہ خبر ہے کہ وزارت داخلہ دینی مدارس کو کنٹرول میں لینے کے لئے چند روز میں اقدامات شروع کرنے والی ہے۔ جنرل مشرف نے اس بات کو نوٹ کیا اور اس بیان پر ناراضگی کا اظہار بھی کیا اور کہا کہ یہ حکومتی موقف نہیں۔) اسی طرح جنرل مشرف نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ چند مدارس میں ہماری اطلاعات کے مطابق طلباء کو دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ اور اسی بات کو بنیاد بنا کر مغربی ممالک پاکستان اور اسلام کا غلط امیج بنا رہے ہیں۔ (مولانا سمیع الحق صاحب نے انہیں بتایا کہ اگر ایک مدرسہ بھی آپ نے ہمیں بتایا تو ہم تمام مسالک والے اس مدرسے کا خود محاسبہ کریں گے۔ لیکن ایسا ہرگز حقیقت میں نہیں ہے۔) ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں امن ہو فرقہ وارانہ دہشت گردی کا جڑ سے خاتمہ ہو تمام مکاتب فکر کے افراد اور عوام میں بھائی چارہ اور ہم آہنگی قائم ہو اور مساجد، امام بارگاہوں پر خوف اور دہشت کے بادل نہ منڈلائیں۔ (مولانا نے انہیں آگاہ کیا کہ ملی یکجہتی کونسل اور جمعیت علمائے اسلام شروع دن ہی سے اپنے طور پر فرقہ واریت کی آگ

بجھانے کی کوشش کر رہی ہے۔)انہوں نے حضرت مولانا سے درخواست کی کہ وہ اسلام کا صحیح تصور دینا پر واضح کرنے کے لئے حکومت سے تعاون کریں۔اسلام امن و آشتی اور انسانی فلاح کا دین ہے اسلام کے حوالے سے مغربی رائے عامہ کی غلط فہمیاں دور کی جانی چاہئیں۔(حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے جنرل صاحب کو آگاہ کیا کہ میں تو گزشتہ کئی سالوں سے مغربی میڈیا کو اسلام کی صحیح تصویر پیش کر رہا ہوں اور دارالعلوم حقانیہ کے دروازے بھی دن رات مغربی صحافیوں کی خدمت میں کھلے ہوئے ہیں۔) جنرل مشرف نے حضرت مولانا سے افغانستان میں مختلف عناصر کے درمیان صلح کرانے کی بھی خواہش ظاہر کی۔ نیز یہاں پاکستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی میں پاکستانی حکومت کو مطلوب بعض افراد کو افغانستان سے واپس لانے کیلئے اثر و رسوخ استعمال کرنے کی بھی درخواست کی۔

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے حضرت مولانا سے ملاقات کے آغاز میں اپنا اور حکومتی موقف پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا اسمبلیوں کی بحالی اور سیاسی جماعتوں کو کام کرنے کی اجازت دینے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے۔ جن سیاستدانوں نے اسمبلیوں کی بحالی کی مہم شروع کر رکھی ہے۔وہ یہ خیال ذہن سے نکال دیں مکمل سیاسی سرگرمیاں اور اسمبلیاں سپریم کورٹ کے فیصلہ کے مطابق تین سال بعد ہی بحال ہونگی۔انہوں نے کہا کہ وہ اور ان کے ساتھی سپریم کورٹ کے دیئے ہوئے وقت کے اندر ملک کو معاشی 'سیاسی اور سماجی مسائل کے دلدل سے نکالنا چاہتے ہیں۔

جنرل صاحب نے کہا کہ ہماری پہلی ترجیح اقتصادی نظام کی اصلاح کر کے پاکستان کو خود کفالت کی راہ پر ڈالنا ہے۔ حضرت مولانا نے بتایا کہ اسی طرح جنرل پرویز مشرف پانی کے بحران پر خاصے پریشان تھے انہوں نے مولانا سے کہا کہ وہ کالاباغ ڈیم کے حوالے سے عوام کے ذہنوں میں موجود غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے حکومت سے تعاون کریں۔جنرل مشرف نے کہا کہ میں خود نوشہرہ 'اکوڑہ خٹک سمیت ملک بھر میں کالاباغ ڈیم کی مخالفت کرنے والوں کے پاس جا کر انہیں سمجھاؤں گا کہ کالاباغ ڈیم بننے سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ پاکستان صومالیہ بننے سے بچ جائے گا۔

جنرل صاحب نے کہا کہ ماہرین پانی کے بحران کے بارے میں مسلسل تشویشناک اطلاعات دے رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر 2010ء تک ہم نے مناسب بندوبست نہ کیا تو پانی کے موجودہ ذخائر ختم ہو جائیں گے اور پاکستان کے ہرے بھرے میدان صحراؤں میں بدل جائیں گے۔

....